تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل

ہفتہ میں دو بار

قادیان

ایڈیٹر - غلام نبی   اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۵ | مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۲۳ء | مطابق ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

۱۰ تاریخ بعد نماز عصر دوسری سہ ماہی کا دوسرا وفد جو گیارہ ارکان پر مشتمل ہے۔ علاقہ ارتداد میں روانہ ہوا۔ مفصل انشاء اللہ آئندہ لکھا جائیگا +

گذشتہ جمعہ کو بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں انجمن ارشاد کا جلسہ زیر صدارت جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے منعقد ہوا۔ جسمیں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے عربی میں فاتحہ پر۔ مسٹر عطاء اللہ صاحب بی اے نے انگریزی میں تحریف بائبل پر اور مولوی عبد اللہ صاحب نے اردو میں پیشگوئیوں کے اصول پر تقریر کی +

اس سال مولوی فاضل کے امتحان میں سب مقامات سے زیادہ ہمارے طلباء شامل ہوئے۔ اور خدا کے فضل سے پنجاب یونیورسٹی کے اس امتحان میں مولوی محمد یار صاحب فسٹ اور مولوی زین العابدین صاحب ...

درس اگست میں التواء

بوجہ اسکے کہ بہت سے دوست ملکانہ کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں۔ اور ان میں ایک حصہ ان لوگوں کا بھی ہے۔ جو پچھلے درس میں شامل تھے۔ اور اسی طرح اسوجہ سے کہ ملکانہ کے کام کی وجہ سے بعض دفعہ فوراً باقی تمام کام چھوڑنے پڑتے ہیں۔ اور درس کا کام اس قسم کا ہے۔ کہ اس میں ناغہ اگر ہو۔ تو اسکی تلافی مشکل ہے۔ میں ایک عرصہ سے اس فکر میں تھا کہ آیا اس سال درس ہو یا نہ ہو۔ اب بعد غور کے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اگر اس سال درس کیا گیا۔ تو ضرور ایک حصہ جو پچھلے سال درس میں شامل ہوا تھا۔ درس سے محروم رہ جائے گا۔ اور چونکہ موجودہ حالات میں درس کو اس باقاعدگی سے پورا کرنا جس سے کہ پچھلے سال ہوا تھا۔ ناممکن ہو گا۔ اور زیادہ سے زیادہ دس سیپارہ ہو سکیں گے۔ اور چونکہ موجودہ وقت میں کام کی کثرت کی وجہ سے حوالجات نکالنے کی فرصت مجھے بالکل نہیں ملتی۔ جس کے بغیر درس کا سلسلہ اس غرض کو پورا نہیں کر سکیگا۔ جس کے لئے وہ جاری ہوا ہے۔ اس لئے اس سال درس کو ملتوی کر کے اگلے سال بیس سیپارے پورے کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ تمام احباب جو پہلے درس میں شامل تھے۔ شامل ہو سکیں۔ اور حوالجات بھی لکھوائے جا سکیں۔ اور تین سال تک درس کی مدت بھی لمبی نہ کرنی پڑے۔ کیونکہ جہانتک میں سمجھتا ہوں۔ ملکانہ کے کام کا زور انشاء اللہ تین چار ماہ تک ٹوٹ جائیگا۔ اور انشاء اللہ اگلے سال بیس سیپارے پورے کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ واللہ الموفق۔ کوئی تعجب نہیں کہ اس عرصہ میں پچھلے سال کے درس کا ایک حصہ بقیہ جماعت اور عام دنیا کے لئے لکھنے کی توفیق بھی مل جائے۔

خاکسار مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)

نظم
سمجھدار ملکانوں کا جواب آریوں کو

آریوں نے آگرہ کے ایک ہندو اخبار آریہ مترمیں ایک نظم لکھی تھی جس کو کیسری وغیرہ نے اردو میں بھی شایع کیا تھا۔ اسکے جواب میں حسب ذیل نظم ایک احمدی بھائی نے بھیجی ہے۔

بھولے بھالے ملکانوں کو دھوکا دے بہکا دو مت
ستیہ پوترا سلام دھرم سے پگھاں کے پھسلا دو مت
کچھ خوبی جو آریہ دھرم میں رکھتے ہو تو پیش کرو
اپنے منہ خود مٹھو بنکر دھوکے کا ست ویش کرو
اگر سوریا کہلاتے ہو۔ سچ لکھو آنکو دار گھو
پریت شانتی سے ستو سنا و ستیہ لے سویکار کرو

ملکانے اولاد میاں دکی - جن کو پران نہ پیارے تھے
دھرم دین پر جان کو اپنی ان کے پُرکھا وارے تھے
ہاشوک! ان بیروں کو تم - کایر اور ڈرپوک کہو
ڈر سے مسلمان بننے کا چھتری ذات پہ دوش دھرو

دین پاک اسلام کو پا کر ہندو مت سے بڑھا چڑھا
ملکانوں کے بزرگوں نے اسلام کو تھا سویکار کیا
گو اولاد ان بزرگوں کی اسلام کی سکشا پا نہ سکی
ریت رسم اور پہلے مت کی دل سے وہ بسرا نہ سکی
پر اب بھی آچار طریقے۔ ان کے صاف بتاتے ہیں
مسلم خود کو کہتے ہیں۔ بزرگوں کی آن نبھاتے ہیں
پورن ریت سے دین نہ سیکھا یہ سچ ہے پر بیت نہیں
برس سینکڑوں سے مسلم ہیں کل پرسوں کے آئے نہیں

ختنہ ہوتے قاضی آتے۔ شادی ہیں ملکانوں کی
دفن کریں خود مُردے اپنے۔ پھر عزت ہے بانوں کی
پھر جو ہندو کہے انہیں۔ وہ بدھو بنا یا ہے
بکش پات کے کارن اسپر اندھکاری چھایا ہے

دھن دولت کے لوبھ میں آ کر ہم اسلام نہ چھوڑینگے
اے آریو! بھاگو بھاگو نیوگ سے پریت نہ جوڑینگے
ایک خدا کو چھوڑ کے بھائی سورتی دیوتا پوجیں کیا
مٹی پتھر کے ایشور بھی۔ ہمیں بھلا دیدینگے کیا
گوبر پیڑ اور سرپ سور کو کس منہ سے بھگوان کہیں
نروہی کو پاکر پیارو۔ جان بوجھ انجان نہیں

کیوں بکتے ہو ہندو ٹھاکر کہاں پان کرینگے ساتھ
بندرابن اور فتح پور جاکر سبھا سدوں کے پوچھو بات
یہی فیصلہ کیا سبھا نے ملکانے سب ہیں الگ
انہیں ملاکر ہندو دھرم ہم بھرشٹ بھلا کر سکتے ہیں کب
ہے بے شرمی ملکانوں اب۔ جو شدھی کا نام بھی لو
آریہ جال کے پھندے میں پھنس کر۔ بزرگوں کو بدنام کرو

آرمی المانک میں اصلاح کا شکریہ

آرمی ہیڈ کوارٹر نے جن قابل اعتراض الفاظ کے متعلق وعدہ کیا تھا۔ کہ آئندہ المانک سے نکال دئے جائینگے۔ وہ سنہ ۱۹۲۳ء کے المانک سے نکال دئے ہیں جس کا شکریہ بذریعہ اخبار ہذا ادا کیا جاتا ہے تاکہ پبلک بھی گورنمنٹ کے حسن سلوک کا اعتراف کر سکے

نیاز مند۔ ناظر امور عامہ قادیان

مجلس مشاورت کی رپورٹ چھپ گئی

امسال جماعت احمدیہ کی جو مجلس مشاورت منعقد ہوئی تھی۔ اور جسمیں بیرونی جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے تھے۔ اسکی رپورٹ چھپکر تیار ہوگئی ہے۔ چونکہ اس میں وہ لائحہ عمل درج ہے۔ جسپر اس سال جماعت احمدیہ کا رند ہونا ہے۔ اور جس کو پورا کرنے کے وہ جواب دہ ہیں اسلئے احباب کو چاہیئے۔ کہ بہت جلد اسے منگوا کر ان تدابیر پر عمل کرنا شروع کردیں۔ جو اس میں درج ہیں۔ اسوقت تک تین ماہ گذر چکے ہیں۔ اور آئندہ مجلس مشاورت تک صرف نو ماہ باقی ہیں۔ اس عرصہ میں تمام اس پروگرام کو پورا کرنا ہماری جماعت کا فرض ہے۔ جو گذشتہ مجلس مشاورت میں تجویز ہو چکا ہے۔ اور جو رپورٹ کی صورت میں شایع کردیا گیا ہے۔ اس بارے میں قطعاً توقف نہ ہونا چاہیئے رپورٹ جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے قادیان سے چھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر منگوالیں۔ گذشتہ سال کی مجلس مشاورت کی رپورٹ کی کچھ کاپیاں بھی موجود ہیں جو صاحب دونوں رپورٹیں منگوانا چاہیں۔ دس آنے کے ٹکٹ ارسال فرمادیں۔

احمدی خاتون کا دینی جوش

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ سنا ہے کہ میری بہت سی بہنوں نے بھی فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ حضور میں زیادہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتی۔ صرف قرآن شریف پڑھ سکتی اور کچھ اردو بھی تھوڑا بہت پڑھ سکتی ہوں۔ میں نے اپنے بیٹے سے سنا ہے کہ بعض بھائیوں نے اپنے آپ کو وقف کر کے بعض مجبوریوں پر حکم پہنچنے پر اپنے آپ کو علاقہ ارتداد میں جانے سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس طرح حضور کو تکلیف پہنچائی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ جسوقت حضور کا حکم میرے لئے صادر ہو۔ خواہ کس قدر بھی مجبوری کیوں نہ ہو۔ میں کوئی پرواہ نہ کرونگی۔۔۔ اور حضور کے حکم پر لبیک کہنے کے لئے آج سے ہر وقت تیار ہوں۔ حضور بھی ناچیز کے لئے دعا فرماویں کہ مجھ کو پست ہمتی سے بچاوے۔

ناچیزہ - عمر بی بی والدہ محمد عبد الحق احمدی آبنہ در ہوا گھر آگرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل قادیان
قادیان دار الامان - مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۳ء

ملکانوں کے متعلق آریوں کی دھوکہ بازیاں

آریہ لیڈروں نے ملکانوں کے معاملہ میں اپنوں اور بیگانوں سب کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ اول تو ان لوگوں کی تعداد ہی اس قدر بتائی۔ کہ جو اصل تعداد سے کم از کم دس گنا زیادہ ہے۔ کل مسلم راجپوتوں کی تعداد جو ملکانہ یا ادھر بھیئے کہے جا سکتے ہیں اس علاقہ میں تیس ہزار سے کسی صورت میں بھی زیادہ نہیں لیکن آریہ ہندو اخبارات میں ان کی تعداد بار بار ساڑھے چار لاکھ بیان کی گئی ہے۔ اس جھوٹ کے ذمہ وار لالہ شردھانند اور دیگر ہندو روحانی لیڈر ہیں غالباً ہمارے مہذب اور تعلیم یافتہ ہندو دوستوں نے یہ گر یورپین پروپیگنڈسٹوں سے سیکھا ہے جن کا قول ہے۔ کہ جھوٹ کو اگر بار بار دُہرایا جائے تو وہ سچ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس جھوٹ کا موجد بھی اس کو سچ یقین کرنے لگ جاتا ہے۔ ملکانوں کی اس قدر تعداد بتانے سے آریوں کی غرض یہ تھی کہ پنجابی بنیوں اور کھتریوں کو دھوکا دے کر ان کے کیسے خالی کروائے جائیں۔ اگر ان کو ۲۰ یا ۳۰ ہزار کی امید دلائی جاتی۔ تو غالباً پنجابی بنیوں میں اسقدر جوش پیدا نہ ہوتا۔ کہ وہ آپے سے باہر ہو کر بغیر آگا پیچھا دیکھنے کے ۴ لاکھ روپیہ لالہ شردھانند کے سپرد کر دیتے۔ کیونکہ ان کلجگ کے "سوامی جی" نے فی ملکانہ ایک روپیہ کے حساب سے مانگا ہے اور جب تک ملکانوں کی تعداد بڑھا کر نہ دکھائی جاتی۔ ساڑھے چار لاکھ روپیہ ملکانوں کی قیمت کے لئے ہندوؤں سے وصول کرنا ممکن نہ تھا۔ یہ تو آریوں کا اپنوں کو دھوکا تھا۔

پھر آریوں نے ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کو یہ دھوکا دیا کہ ملکانوں کے متعلق اعلان کر دیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ بلکہ ہندو ہیں۔ اس دھوکا دہی سے ایک غرض تو یہ تھی۔ کہ برہمن لالہ شردھانند جی کے مخالف نہ ہو جائیں۔ اور وہ ملکانوں کو ہندو سمجھ کر ہندو برادری میں واپس لے لیں۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ مسلمان سیاسی لیڈروں کو دھوکے میں رکھنے کے لئے کچھ بات ان کے ہاتھ میں رہ جائے۔ اور جھوٹ کا اس قدر طوفان برپا کیا جائے کہ روز روشن اندھیری رات سے بدل جائے۔ اور تمام معاملہ مشتبہ ہو جائے۔ چنانچہ سناتنی پنڈت ابتدا میں تو ایک وقت تک آریوں کے اس دھوکے میں رہے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ عام مسلمانان ہند ان کی اس چال سے دھوکے میں نہیں آئے۔ جس کا دم نقد فائدہ یہ ہوا ہے۔ کہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا۔ لیکن کمزور اور بے علم گروہ ان روحانی سانپوں اور مذہبی بھیڑیوں کے چنگل میں آنے سے بچا لیا گیا ہے۔ ورنہ برادران وطن کے ارادے مسلمانان ہند کے متعلق جو کچھ بھی ہیں ظاہر ہیں ؂

تیسرا دھوکا ملکانہ لوگوں کو دیا گیا۔ اور وہ یہ کہ ان کو کہا گیا۔ ہم تم کو آریہ نہیں بناتے۔ بلکہ تمہاری برادری میں شامل کرتے ہیں۔ اس بارے میں ملکانوں کی جہالت۔ حالات سے ناواقفیت اور خصوصاً ان کی مالی کمزوری سے فائدہ اٹھایا گیا۔ اور ان کو بے سود ان کے آبائی اور سناتن دہرم سے بہر حال اعلیٰ مذہب اسلام سے مُرتد کرنے کی کوشش کی گئی ؂

اس کے متعلق پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ پنجابی بنیوں اور کھتریوں کو یہ ... طاقت

کیسے حاصل ہو گئی۔ کہ وہ اس قوم کو جو چار سو سال سے مسلمان چلی آتی ہے۔ اضلاع متحدہ اور راجپوتانہ کے ہندو ٹھاکروں کی برادری میں شامل کریں۔ کیا ان پنجابی بنیوں کو ہندو ٹھاکروں کی طرف سے کوئی کمیشن دیا گیا ہے۔ یا ان کا ہندو راجپوتوں سے کوئی معاہدہ لکھا گیا ہے؟ ہر گز نہیں۔ جہاں جہاں تحقیقات کی گئی ہے۔ متاثر علاقہ کے ہندو ٹھاکر اس بات کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں کہ مسلمان راجپوتوں کو مُرتد کر کے اپنی برادری میں ملائیں۔ بلکہ برخلاف اسکے وہ لوگ اسکو سخت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کا اظہار مُرتد ملکانوں کے ساتھ طمع میں آ کر کھان پان کرنیوالے چند ایک ہندو راجپوتوں کو جھیکنے اور شدھی شدہ ملکانوں کے خلاف متعدد پنچایتوں کے ذریعہ سے کر چکے ہیں۔ فرخ آباد میں باوجود راجہ تروا کی سر توڑ کوشش کے ہندو ٹھاکروں نے مُرتد ملکانوں کو اپنی برادری میں لینے سے بالکل انکار کر دیا۔ اور بار سوخ ٹھاکر بل دیو نے بھری سبھا میں کہا۔ "ہم زندہ مکھی کو کس طرح نگل سکتے ہیں" اس کا اقرار دبی زبان سے لالہ شردھانند کے روزانہ اخبار "تیج" مورخہ ۲۷ جون میں بایں الفاظ کیا گیا کہ "فرخ آباد کے ضلع میں ملکانے شدھ ہونے اور اپنی برادری میں شامل ہونے کیلئے تیار ہیں لیکن ہندو برادری نے ابھی دل پتھر کر رکھا ہے۔" ان حالات کے ماتحت جاہل ملکانوں کو یہ کہنا کہ ہم تمہیں تمہاری برادری میں ملا رہے ہیں۔ صریح دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح فرح ضلع متھرا کی پنچایت میں ہندو ٹھاکروں نے مُرتد ملکانوں کو اپنے ساتھ ملانے سے صاف الفاظ میں انکار کر دیا۔ اسوقت مرتدین کی عجیب حالت تھی غلاموں کی طرح ہاتھ باندھے منتیں کر رہے تھے لیکن عرض بالکل نہ سنی گئی۔ اور جب آریوں کی طرف سے ایک شخص نے کہا کہ چونکہ ٹھاکر سناتن دہرمی ہیں اسلئے آریوں کو بجائے خود فیصلہ کرنے کے پنڈتوں سے فیصلہ کرانا چاہیئے تو ہندو ٹھاکروں نے یک زبان کہا یہ فیصلہ سناتن دہرم کے مطابق نہیں ٹھاکر دہرم کے مطابق ہے۔ اور وہ یہ کہ مسلمان ملکانے ہمارے بھائی ہیں لیکن شدھی والوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اور جن لوگوں نے شدھی والوں سے کھان پان کیا ہے۔ وہ بھی برادری سے خارج۔ یہ پنچایت آریوں کے خرمن امید کے لئے بجلی سے کم نہ تھی ؂

اصل بات یہ ہے کہ آریہ لوگ اس علاقہ میں اس قدر بدنام ہیں۔ اور عوام کو آریہ کے نام سے اس قدر نفرت ہے۔ کہ بحیثیت آریہ کے یہ لوگ اس علاقہ میں بالکل کام نہیں کر سکتے۔ اس لیے مرتد ملکانوں کے سامنے یہ بات پیش کی گئی۔ کہ ان کو سناتنی ٹھاکر بنایا جا رہا ہے۔ آریوں کی اس چال کی تہ میں ایک گہری سازش ہے۔ کہ ملکانے ٹھاکر بننے کے شوق میں مرتد ہو جائینگے۔ لیکن مرتد ہو چکنے کے بعد جب یہ لوگ دیکھیں گے۔ کہ ان کی ہندو برادری ان کو لینے کے لئے تیار نہیں۔ تو شرم کے مارے وہ اسلام میں بھی واپس نہیں جا سکینگے۔ اور ان کو مجبوراً آریہ ہونا پڑیگا۔ اسی طرح اکا دکا ہندو ٹھاکر جو ان لوگوں سے کھان پان کریگا۔ اور اس کو برادری چھیک دے گی اسے بھی مجبوراً ہو کر آریہ ہونا پڑیگا۔ اس طرح اسلام اور سناتن دھرم دونوں کا نقصان ہوگا۔ اور اس ترکیب سے آریہ دونوں طرف سے فائدہ اٹھائینگے۔

چنانچہ آریوں کی اصل نیت اور ارادہ کا پتہ مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی لگ سکتا ہے۔ جو آریہ گزٹ نے لکھے ہیں کہ "گویا آریہ سماج کے لئے ایک ایسا کھیت تیار ہو رہا۔ کہ جہاں سے ہم نہایت قیمتی پھل حاصل کر سکتے ہیں۔ شدھی کی تحریک بکھرے ہوؤں کو اکٹھا کرنے کا ایک بھاری سادھن ہے۔ اور اگر اس وقت آریہ سماج کا پرچار نہیں ہو رہا۔ تو وہ دن قریب ہیں۔ جب آریہ سماج کے سدھانتوں کو ماننے کے لئے بھی وہ لوگ تیار ہو جائیں گے۔"

یہ ہے آریوں کا ملکانوں کو ان کی برادری میں شامل کرنا۔ اور سناتن دھرم کی شرن میں لانا۔ آریہ گزٹ کی اس تحریر سے جو نہ معلوم کس ترنگ میں لکھی گئی۔ آریوں کی اس دھوکہ دہی کا راز فاش کر دیا ہے۔ جو ملکانوں کو مرتد کرنے کے لئے انہوں نے اختیار کر رکھی ہے۔

پھر میں پوچھتا ہوں۔ کہ اگر ساڑھے چار لاکھ راجپوت واقعی جہاں شردھانند سے ہندو ہونے کی درخواست کر رہا تھا۔ تو اس کیلئے تمام ہندوستان میں شور ڈالنے اور لاکھوں روپیہ جمع کرنے [illegible] اور ملکانوں کو ہزار ہا روپیہ رشوت دیکر ان کے رہے سہے اخلاق کو برباد کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ آریہ سماجی ان سب لوگوں کو ایک تاریخ اور ایک جگہ جمع کر لیتے۔ اور ایک ہی دفعہ سب کو ہندو بنا لیا جاتا۔ اگر دہقانی لوگوں کے لئے اس میں مشکلات ہوتیں۔ تو شردھانند جی چند پنڈتوں کو لیکر یو۔ پی کا ایک دورہ لگا کر ان کو مرتد کرتے چلے جاتے۔ اس طرح چند آدمیوں کے ایک یا دو ماہ کے دورہ سے یہ تمام کام ختم ہو جاتا۔ اس کی بجائے اس قدر شور ڈالنے اور ڈگڈگی بجا کر تمام ہندوستان کو جمع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس وقت پنجاب اور اضلاع متحدہ کی تمام سماجیں اپنی پوری طاقت سے مسلمان راجپوتوں کو مرتد کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ہزاروں آدمیوں کی طاقت اور لاکھوں روپیہ خرچ کر دیا گیا ہے۔ لیکن ابھی آگرہ۔ متھرا اور ریاست بھرتپور کے سوا کے اور کہیں بھی ان لوگوں کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور اس کی بھی یہ حقیقت ہے کہ قریباً ۲۰ ہزار کی آبادی میں سے اس وقت تک ۵ ہزار سے زیادہ کی شدھی نہیں ہوئی۔ اور اس کی حالت بھی یہ ہے کہ جو ملکانے مرتد ہو گئے ہیں۔ وہ جنیو کی بہت کم پروا کرتے ہیں۔ اکثر ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ کہ جب اپنے مسلمان رشتہ داروں کے ہاں جاتے ہیں تو جنیو توڑ کر پھینک دیتے ہیں۔ ان مرتدین میں سے سینکڑوں تو اسلام میں واپس آ چکے ہیں۔ اور سینکڑوں اسلام میں واپس آنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ صرف ان کو شرم روکے ہوئے ہے۔ کہ کل مرتد ہوئے تھے۔ اور آج پھر فوراً کس طرح مسلمان ہو جائیں۔ اس لئے ہر ایک ہندو جس کو صحیح حالات کا علم ہے۔ اور اس کے دل میں ذرہ بھی سناتن دھرم کی عزت باقی ہے۔ وہ اس تمام کارروائی کو کبھی سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتا۔

اسی طرح پنجاب کے آریوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے کہ ملکانہ لوگ آریہ ہو رہے ہیں۔ حالانکہ یہاں آریہ پرچارک جھوٹ موٹ اپنے آپ کو بھی سناتنی مشہور کرتے ہیں اور سناتن دھرمیوں کو یہ تسلی دیتے ہیں۔ کہ ملکانوں کو سناتنی بنایا جاتا ہے۔

جس قوم کے مذہبی پیشواؤں اور روحانی لیڈروں کی یہ حالت ہو۔ اس قوم کی بدقسمتی میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ وہ کبھی دنیا میں کامیابی نہیں دیکھ سکتی۔ یہ لوگ چند دن خوش ہو لیں۔ وقت آئیگا جبکہ انہیں مدتوں رونا پڑے گا۔

خاکسار چوہدری فتح محمد خاں سیال۔ ایم۔ اے۔ امیر احمدی دفد المجاہدین قادیان۔ آگرہ۔

دیوبندی شیخ

اس وقت چاہئے تو یہ تھا۔ کہ علماء کہلانے والے آریوں کے مقابلہ میں کھڑے ہوتے اور ان کے حملہ سے مسلمانوں کو بچاتے۔ مگر اس کی بجائے دیوبند کے خاص مولوی جس شغل میں مشغول ہیں۔ وہ اخبار کشمیری گزشتہ (۲۸ جون) کے نامہ نگار کے حسب ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔ جو شیخ المحدثین مولانا انور شاہ صاحب کاشمیری دیوبندی کے ایک لیکچر کے متعلق لکھتا ہے۔

"آپ کا ارشاد ہے۔ کہ جو شخص مرزائیوں کو مرتد و زندیق کافر نہ سمجھے وہ خود مرتد اور زندیق و کافر ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جن مرتد ملکانوں کو مرزائی مبلغین واپس (اسلام میں) لا رہے ہیں۔ ان سے آریہ اور ہندو اچھے ہیں۔"

مسلمان ان الفاظ پر غور کر کے نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کے صدر مدرس کے جماعت احمدیہ کے متعلق یہ خیالات ہوں۔ وہ علاقہ ارتداد میں ہمارے مبلغین کے رستہ میں کس قدر رکاوٹیں ڈالتے۔ اور ان کے لیے کتنی مشکلات پیدا کرتے ہوں گے۔ لیکن باوجود اس کے الٹا یہ شور مچایا جاتا ہے کہ احمدی مبلغ جھگڑے پیدا کرتے ہیں۔ جس سے غرض یہ ہے کہ شرارت بھی خود اٹھائیں۔ اور اپنے آپ کو مظلوم بنا کر مسلمانوں کی ہمدردی بھی حاصل کریں۔ کیا مسلمان ان کے دھوکہ میں آ کر اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اور اس دیوبندی فتنہ کو روکنے کی کوشش نہ کریں گے۔ وقت ہے کہ مسلمان ایسے فتنہ پرداز مولویوں کو جو اپنے ذاتی اغراض کی خاطر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ صاف طور پر کہہ دیا جائے۔ کہ اگر آپ لوگوں میں کچھ ہمت ہے [illegible]

خطبہ جمعہ

کارکنان جماعت کو انتباہ

متعلقہ کام کرنے کی قابلیت اور تجربہ حاصل کرو

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ
۶ر جولائی ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے ایک پچھلے جمعہ اس امر کے متعلق خطبہ پڑھا تھا کہ ہر ایک دینی امر کے ساتھ کچھ دنیوی امور بھی لگے ہوتے ہیں اور اگر کسی دینی امر میں انسان کامیاب ہونا چاہے۔ تو ان پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ جو گو دنیاوی ہوتے ہیں۔ مگر اس

دینی امر

سے وابستہ ہوتے ہیں۔ مثلاً میں نے بتایا تھا۔ نماز درحقیقت دینی امر ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے تعلق اور قرب حاصل ہونے میں اس بات کا کوئی تعلق نہیں ہے کہ کبھی انسان اُٹھتا ہے۔ کبھی بیٹھتا ہے۔ نماز کا تعلق انسان کے قلب اور دل سے ہے۔ دل میں اگر خدا تعالیٰ کی محبت ہے تو

خدا کا قرب

حاصل ہوگا۔ اور اگر دل میں محبت نہیں۔ تو ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے سے نہیں حاصل ہو جائیگا۔ مگر میں نے بتایا تھا۔ باوجود اسکے کہ خدا تعالیٰ کے قرب کا تعلق قلب سے ہے۔ مگر جس محبت کو قلب سے تعلق ہے۔ وہ پیدا نہیں ہو سکتی جب تک اسکی ظاہری علامات نہ ہوں۔ کیونکہ انسان کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ اس کی توجہ ایک طرف قائم کرنے اور اس کی طبیعت کے انتشار کو روکنے کے لئے

ظاہری علامات

کا ہونا ضروری ہے۔ بے شک یہ اصل مقصود نہیں ہیں لیکن اگر یہ نہ ہوں۔ تو اصل مقصود بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ اس کے لئے بطور چھلکا ہیں۔ اور اگر چھلکا نہ ہو۔ تو مغز بھی نہیں رہ سکتا۔ دیکھو پیاس کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ مگر پانی رہ نہیں سکتا جب تک برتن نہ ہو۔ اگر ایک شخص کسی دوست یا ملازم کو کہے کہ پانی لاؤ۔ اور وہ برتن مانگے تو کیا اسے یہ کہا جائیگا کہ مجھے برتن کی ضرورت نہیں۔ پانی کی ضرورت ہے۔ بیشک برتن کی ضرورت نہیں۔ پانی کی ہے۔ لیکن پانی بغیر برتن کے آ نہیں سکتا۔ اسی طرح عبادت قلبی ہوتی ہے۔ مگر اسکے لئے ضروری ہے کہ ایسے ظاہری سامان ہوں کہ انسان کی پراگندگی خیالات دور ہو۔ اور ایسے طریق سے انسان خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے کھڑا ہو کہ جو دنیا میں ادب کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ تاکہ اسکے دل میں ادب پیدا ہو۔

پھر میں نے اپنی جماعت کے لوگوں کو یہ نصیحت کی تھی۔ کہ دینی ترقی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قوم جو دین کے لئے کھڑی ہو۔ وہ اپنے اموال بھی خرچ کرے۔ چندے دینا دنیاوی کام ہے۔ مگر بغیر اسکے اشاعت اسلام ہو نہیں سکتی۔ اسی لئے میں نے نصیحت کی تھی کہ کارکن یہاں کے بھی اور باہر کے بھی کوشش کریں کہ لوگوں کو جگاتے رہیں۔ تاکہ وہ چندے دینے میں سستی نہ کریں۔ آج میں

ایک اور پہلو

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جسمیں خصوصیت سے قادیان والے اور پھر باہر کے کارکن بھی مخاطب ہیں۔

میں نے بارہا بتایا ہے کہ

خالی اخلاص کسی کام کا نہیں

ہوتا۔ بہت لوگ اس دھوکہ میں پڑے ہوتے ہیں کہ ہمارے دل میں اخلاص اور محبت ہے۔ یہی کافی ہے۔ وہ اسی دھوکہ میں دنیا سے گذر جاتے ہیں۔ اور دین کی کوئی خدمت نہیں کر سکتے۔ اخلاص اسوقت تک کام نہیں دے سکتا جب تک کہ جس کے متعلق ہو۔ اسکے لئے ظاہری سامان بھی جمع کئے جائیں۔ مثلاً ماں کو بچہ سے محبت ہوتی ہے۔ مگر کیا اس محبت سے بچہ بیماری سے بچ سکتا ہے۔ نہیں جب تک دوا نہ استعمال کی جائیگی صحت نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر بچے کو پھوڑا نکل آئے۔ تو کیا ماں کی محبت سے اچھا ہو جائیگا یا ڈاکٹر کی محبت سے۔ نہ ماں کی محبت سے اچھا ہوگا۔ نہ ڈاکٹر کی محبت سے۔ اگر اچھا ہوگا۔ تو اسی طرح کہ اس محبت سے مجبور ہو کر جو علاج خدا نے رکھا ہے اسکو استعمال کریں۔ لیکن اگر علاج نہ کرینگے۔ تو نہیں بچا سکیں گے۔

میں نے یہ واقعہ کئی دفعہ سنایا ہے کہ میں لاہور سے روانہ ہوا۔ اور ایسا اتفاق ہوا کہ جس گاڑی میں میں بیٹھا اسی میں

پیر جماعت علی صاحب علی پوری

بیٹھے تھے۔ اور مجھے گاڑی پر سوار ہونے سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ دوسرا مسافر کون ہے۔ اسمیں تین بنچ تھے ایک پر وہ بیٹھے تھے درمیان کا خالی تھا۔ اور تیسرے پر میں بیٹھ گیا۔ سٹیشن پر ان کے مرید ان کے لئے کھانا لائے تو انہوں نے کہا کہ مجھے بالکل بھوک نہیں۔ امرتسر ہی جا کر کچھ کھاؤں گا۔ لیکن جب گاڑی روانہ ہوئی تو باہر نکل کر سرونٹ کے کمرہ میں جو ساتھ ہی تھا اپنے نوکر سے کہا۔ کچھ کھانے کو ہے تو لاؤ۔ سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔ اس پر مجھے تعجب آیا کہ جب ایسی سخت بھوک لگی ہوئی تھی تو مریدوں کے سامنے انکار کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر کوئی حکمت ہوگی۔ نوکر نے کہا۔ کھانے کو تو کچھ نہیں۔ [illegible] اتر کر کوئی چاء وغیرہ کا انتظام کر دونگا۔ کہنے لگے تمہارا بکس میوہ تھا۔ کہاں گیا۔ اس نے کہا۔ ہے۔ کہا لاؤ وہی دیدو۔ اس نے دیدیا۔ اور پھر اپنی جگہ پر آ بیٹھے۔

اس سے پہلے وہ مجھ سے پوچھ چکے تھے کہ کہاں جانا ہے۔ میں نے کہا بٹالہ۔ کہنے لگے خاص بٹالہ یا کسی گاؤں میں۔ میں نے کہا قادیان جاؤنگا۔ کہنے لگے کیا وہیں کے رہنے والے ہو یا باہر کے۔ میں نے کہا وہیں کا رہنے والا ہوں۔ کہنے لگے کیا مرزا صاحب سے آپکا رشتہ ہے۔ میں نے کہا ہاں میں انکا بیٹا ہوں۔ یہ سنکر انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اور کہا مجھے آپ سے ملاقات کرنے کا بڑا شوق تھا۔ بعد میں معلوم ہوا۔ انہیں شوق تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا ایک احمدی سے مقدمہ تھا۔ جس کیلئے سفارش کرانا چاہتے تھے۔

وہ میرے پاس میوہ لے آئے۔ اور کہا کھائیں۔ میری طبیعت تو ویسے بھی متنفر تھی۔ کیونکہ ایک دفعہ جب حضرت صاحب سیالکوٹ گئے۔ تو ان پیر صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ جو انکے لیکچر میں جائیگا وہ کافر ہو جائیگا۔ اور اسکی بیوی کو طلاق ہو جائیگی۔ مگر خدا نے ایک وجہ بھی بنا دی کہ مجھے نزلہ تھا۔ اور وہ ترشی والی چیزیں تھیں۔ جو میں کھا نہیں سکتا تھا۔ میں نے معذوری ظاہر کی۔ اس پر انہوں نے سمجھا پیری دکھانے کا یہی وقت ہے کہنے لگے کیا آپ بھی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ نزلہ کیا ہے۔ میں نے سمجھا اس بحث کرنے کا تو یہ موقع نہیں اور

نہ اس کا کوئی فائدہ ہوگا مختصر جواب دینا چاہئے۔ میں نے کہا اگر آپ یہ بات پہلے بتاتے۔ تو پیسے بچ رہتے۔ کہنے لگے کس طرح میں نے کہا ٹکٹ نہ لیتے۔ اگر آپ کو خدا نے امرتسر پہنچانا ہوتا۔ اور مجھے بٹالے۔ تو خود پہنچا دیتا۔ کہنے لگے اسباب بھی تو ضروری ہیں۔ میں نے کہا یہی اسباب مجھے بھی مدنظر ہیں۔ تو بعض لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی کام جسطرح خدا نے کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہو جاتا ہے۔ انسانی کوشش کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا مگر یہ غلط ہے۔ کبھی کوئی دینی یا دنیوی کام نہیں ہو سکتا جب تک انسان ان تدابیر پر عمل نہ کرے جو خدا نے مقرر کی ہیں

تقدیر یہ نہیں

ہوتی۔ کہ یہ کام ہو جائے۔ بلکہ یہ ہوتی ہے۔ کہ اسطرح کروگے تو یہ کام ہوگا۔ اور نہ کروگے۔ تو نہ ہوگا۔

کہتے ہیں کسی بزرگ کے پاس ایک شخص گیا۔ اور کہا۔ دعا کریں۔ میرے گھر اولاد ہو۔ انہوں نے کہا ہاں دعا کرینگے۔ وہ چل پڑا۔ اور جدھر سے آیا تھا ادھر نہیں بلکہ دوسری طرف۔ انہوں نے پوچھا کدھر جا رہے ہو۔ اس نے کہا میں چھ سال کے بعد ملازمت سے آیا تھا اب پھر جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ تم تو بیوی کو چھوڑ کر نوکری پر جا رہے ہو۔ میری دعائیں کیا کرینگی۔ جب تک میاں بیوی کے تعلقات نہ ہوں۔ اولاد کیونکر دعا کے ذریعہ پیدا ہو جائے۔

تو یہ غلط خیال ہے۔ کہ جو خدا کی مرضی ہوگی۔ وہ ہو جائیگا۔ ہمیں کچھ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ دینی باتوں میں بھی غلط ہے۔ اور دنیوی میں بھی۔ یہ اور بات ہے۔ کہ وہ کام ہو جائیگا۔ مگر یہ ضروری نہیں۔ کہ تمہارے ہی ہاتھوں ہو۔ جبکہ تم ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے رہو۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ان طریق اور تدابیر پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے جو خدا نے اس کام کے ہونے کیلئے رکھی ہیں۔ خدا تم کو ہلاک کرکے اور قوم کو کھڑا کردے اور اس کے ذریعہ کام ہو۔ پس خوب یاد رکھو۔ کہ کوئی تقدیر ایسی نہیں ہے۔ کہ فلاں کام ضرور ہو جائیگا۔ چاہے کوئی اسے کرے یا نہ کرے۔

ہماری جماعت میں میں دیکھتا ہوں۔ بہت لوگ اخلاص سے کام کرنے والے ہیں۔ مگر افسوس کہ کئی ایسے ہیں جو

کام کا تجربہ

نہیں رکھتے۔ اور زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ تجربہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ وہ یہی سمجھتے ہیں۔ کہ صرف اخلاص کافی ہے۔ مثلاً کسی صیغہ کا افسر۔ یا ہیڈ کلرک یا مدرسہ کا ہیڈ ماسٹر یا قاضی یا مولوی جو کام پر مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے میرے جوش سے کام ہو جائے گا حالانکہ خالی جوش سے یہ تو ممکن ہے کہ نقصان ہو جائے۔ مگر کامیابی نہیں ہو سکتی۔ کہتے ہیں کسی نے ریچھ پالا ہوا تھا۔ اس کی ماں بیمار تھی۔ وہ کسی کام کو باہر گیا۔ اور ریچھ کو بتا گیا۔ کہ مکھیاں اڑاتا رہے۔ ریچھ نے کچھ دیر تو یہ کام کیا۔ لیکن جب دیکھا کہ ایک مکھی بار بار آکر بیٹھتی ہے۔ تو بڑا پتھر اٹھا کر دے مارا جس سے بیچاری وہ عورت بھی مر گئی۔ تو خالی اخلاص بعض اوقات مہلک ہو جاتا ہے۔

میں جب بیماری کی وجہ سے بمبئی گیا۔ تو ہماری چھوٹی لڑکی جو بیمار تھی اسے ایک عورت سمندر کے کنارے کھلانے کیلئے لے گئی۔ وہاں اسے پیاس لگی۔ تو اس نے سمندر کا پانی پلا دیا۔ جس سے وہ فوت ہو گئی۔ اس نے تو اپنی طرف سے اخلاص سے ہی کام کیا۔ مگر وہ مفید نہ ہوا۔ تو بہت لوگ ایسے ہیں جو صرف اخلاص کو کافی سمجھتے ہیں۔ اور کام کرنے کی قابلیت نہیں پیدا کرتے۔ اس وجہ سے بہت سے کام ادھورے اور ناقص رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کام اگر کسی ہندو یا اور کسی مذہب کے آدمی کے سپرد کیا جاتا تو اچھی طرح چلے۔ کیونکہ وہ تجربہ سے اور سوچ سمجھکر احتیاط سے کریگا۔ پس اگر کوئی شخص اپنے متعلقہ کام کو عمدگی سے نہیں کرتا۔ اور اپنی ناتجربہ کاری سے سلسلہ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ تو وہ محض اپنے اخلاص سے اسکی

سزا سے نہیں بچ سکتا

کیونکہ خدا تعالے اس سے یہ بھی تو پوچھیگا۔ کہ کیا تمہارا اخلاص یہ نہ چاہتا تھا۔ کہ تجربہ حاصل کرو۔ اور کام کو عمدگی سے عمدہ طریق سے کرو۔ تو جس کو

سچا اخلاص

ہوگا وہ کام سیکھنے اور تجربہ حاصل کرنے کی کوشش بھی کریگا۔ کہ اخلاص کا یہی تقاضا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ جاہل لوگ جو حکیموں سے نسخہ لکھاتے ہیں۔ وہ اوروں سے پڑھا کر پوچھتے ہیں۔ کہ کیا اس میں کوئی چیز خراب یا نقصان رساں تو نہیں۔ اس طرح کیوں کرتے ہیں۔ اس لئے کہ جس کے لئے نسخہ لکھاتے ہیں۔ اس سے انہیں سچی محبت ہوتی ہے۔ اور یہ محبت کا ہی تقاضا ہوتا ہے۔ کہ وہ احتیاط کرتے ہیں۔

جس شخص کے سپرد کوئی دینی کام کیا جاتا ہے۔ اس کی بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور ذاتی کام سے زیادہ ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا فرض ہے۔ کہ وہ ذاتی کام سے زیادہ احتیاط دینی کام کرنے میں صرف کرے۔ ہر وقت لگے رہنے سے کوئی کام نہیں ہو جاتا جب تک کام کرنے کے طریق سے کام نہ کیا جائے۔ اگر اندھا دھند لگے رہنے سے کام ہو سکتا ہو۔ تو چڑاسی مقرر کر دینے کافی ہوں۔ لیکن جب تعلیم یافتہ اور سمجھدار انسان کسی کام پر لگایا جاتا ہے۔ تو اس سے امید کی جاتی ہے کہ وہ کام کو سمجھیگا۔ اور اخلاص سے کام کریگا۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے کام کو سمجھتا نہیں۔ اور دن رات دفتر میں بیٹھا رہتا ہے۔ تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدا اس سے پوچھیگا۔ کہ تم نے

کیا کام کیا

جس طرح ایک الٹا لٹکنے والا۔ سورج کے سامنے منہ کرکے کھڑا رہنے والا۔ سردی کے موسم میں پانی میں کھڑا رہنے والا۔ اس وجہ سے قطعاً نہیں بخشا جائیگا۔ کہ اس نے زیادہ مشقت اٹھائی ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو مشقت تو زیادہ اٹھاتا ہے۔ مگر کام کچھ نہیں کرتا۔ وہ بھی گرفت سے نہیں بچ سکیگا۔ پس اگر کوئی بزعم خود اخلاص اور دیانتداری سے کام کرتا ہے۔ مگر اخلاص اور دیانتداری کے معنے اس کے نزدیک زیادہ وقت خرچ کرنے کے ہیں۔ تو وہ خدا کے حضور سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ سبکدوش تبھی ہوگا۔ کہ جو ذرائع اور طریق خدا تعالے نے اس کام کے لئے رکھے ہیں۔ ان سب کو استعمال میں لانے کی کوشش کرے۔ اگر ایک انگریز ملازم یا اگر ایک ہندو ملازم اس کام کو زیادہ عمدگی کے ساتھ کرتا ہے۔ تو اس کے

یہ معنے ہیں۔ کہ جو بات عقل سے حاصل ہو سکتی تھی۔ وہ اسلام کے لئے حاصل نہ کی گئی۔ اور اس وجہ سے اسلام کو نہ صرف کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ بلکہ الٹا نقصان کا موجب بنا۔

دیانت داری

یہی نہیں۔ کہ روپے میں خورد برد نہ کی جائے۔ بہت لوگ اسی کو دیانت داری سمجھتے ہیں۔ اور اگر کسی سے سات آٹھ گھنٹے کام کرنے کی امید کی جاتی ہے۔ مگر وہ تین چار گھنٹے کام کرتا ہے۔ تو اس کو بد دیانت نہیں کہینگے۔ بلکہ اس کو غفلت سمجھ لینگے۔ حالانکہ وہ ایسا ہی خائن ہے۔ جیسا کہ سو میں سے دس روپے چرانے والا۔ لیکن اگر کسی کے پاس سو روپیہ رکھا جائے۔ اور وہ اس میں سے دس کھا جائے۔ تو اسے خائن کہینگے۔ لیکن اگر سات گھنٹے کام کرنا ہے۔ اور چھ گھنٹے کرتا ہے۔ تو اسے خائن نہیں قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دوسری باتوں میں اچھا ہے تو اسے ولی اللہ سمجھا جائیگا۔ حالانکہ دونوں ایک ہی جیسے مجرم ہیں۔ بلکہ وقت میں خیانت کرنے والا زیادہ۔ کیونکہ روپیہ کا نقصان تو اتنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا روپیہ ہوتا ہے۔ لیکن وقت کے نقصان کا اثر آئندہ پر پڑتا ہے۔

پھر اگر کہا جائے۔ کہ فلاں وقت پر حاضر نہیں ہوتا۔ یا وقت سے قبل چلا جاتا ہے۔ تو اس کو برا کہینگے۔ لیکن جن سے امید کی جاتی ہے۔ کہ کام سیکھکر کام کرینگے۔ وہ اگر ایسا نہ کریں۔ تو اپنے آپ کو دیانت دار سمجھینگے۔ سات کی بجائے ۶ ۱/۲ گھنٹے کام کرنے والے کو تو خائن کہینگے۔ حالانکہ اگر وہ اپنے کام کو سمجھکر کرتا ہے۔ تو گو وہ بھی خائن ہے۔ مگر وہ جو کام تو سات گھنٹے کرتا ہے۔ مگر سمجھکر نہیں کرتا۔ اس سے زیادہ خائن ہے۔ کہ پہلے نے تو آدھ گھنٹہ کھایا۔ مگر اس نے سات کے سات گھنٹے ہی کھا لئے۔ بات یہ ہے کہ جب تک

امانت کا صحیح مفہوم

نہ سمجھا جائے۔ یہ نقص دور نہیں ہو سکتا۔ اور افسوس ہے کہ یہاں کئی ایک لوگ نہیں سمجھتے۔ اسی طرح یہ بھی ایک نقص ہے کہ۔

آنریری کام کرنے والے

کام کرنے کی ذمہ واری کو نہیں سمجھتے۔ حالانکہ جب کسی نے اقرار کر لیا کہ میں فلاں کام کرونگا اور وہ کرتا نہیں۔ تو وہ ایسا ہی مجرم اور [illegible] ہے جیسا تنخواہ لیکر کام نہ کرنے والا۔ کیونکہ اس کے کام نہ کرنے سے بھی سلسلہ کو ایسا ہی نقصان پہنچیگا جیسا تنخواہ لیکر نہ کرنے والے سے اور یہ ایسی بات ہوگی جیسے اگر کوئی شخص بیمار ہو جس کا ایک نوکر ہو۔ اگر نوکر وقت پر اسے دوائی لاکر نہ دیگا تو بیمار کو نقصان پہنچیگا۔ لیکن اگر کوئی محبت سے اس کی تیمارداری کرنے لگے۔ اور وہ دوائی لاکر نہ دے۔ تو کیا اس کا اثر نہ ہوگا۔ ہوگا۔ پس اگر آنریری کام کرنے والا جب دوسروں کو اس کام کے کرنے سے روک دیتا ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ خود کام کرے تا کہ نقصان نہ پہنچے۔ اگر وہ کام کرنے کا اقرار نہ کرتا۔ تو کوئی اور اس کام کو کر لیتا۔ مگر اس نے اقرار کر کے پھر کام خراب کیا پس جو لوگ تنخواہیں نہیں لیتے۔ ان کا بھی اسی طرح فرض ہے جسطرح تنخواہ لینے والوں کا۔ اگر وہ کام کو عمدگی کیساتھ اور پوری کوشش سے نہیں کرتے تو وہ بھی خائن ہیں۔ اسی طرح جو شخص روپیہ احتیاط سے خرچ نہیں کرتا وہ بھی خائن ہے جو دیانت پورا نہیں دیتا۔ وہ بھی خائن ہے۔ اور وہ جس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ کوشش سے کام سیکھکر کام چلائیگا مگر وہ اسطرح نہیں کرتا۔ کام کے متعلق واقفیت پیدا نہیں کرتا۔ وہ بھی خائن ہے اور یاد رہے کہ خیانت اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ وہی مومن ہے۔ جو امین ہے اور جو امین نہیں وہ مومن نہیں۔

پس میں خصوصیت سے یہاں کے لوگوں کو اور باہر کے سیکرٹریوں اور امیروں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آنریری طور پر کسی کام کا ذمہ لینے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کام کا کرنا فرض نہیں ہوتا۔ اگر آنریری کام کرنے والے اپنے کام میں کوتاہی کرتے ہیں۔ تو ویسے ہی خائن ہیں جیسے تنخواہ لیکر کام میں خیانت کرنے والے۔

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو خیانت اور دیانت کا اصل مفہوم سمجھا دے۔ اور ہماری جماعت دینی امور میں ہی نہیں۔ بلکہ دنیوی امور میں بھی سب لوگوں سے بڑھی ہوئی ہو۔ تاکہ جو کام اس کے سپرد ہوں۔ ان کو عمدگی سے کرے۔

نماز جمعہ کے بعد

ایک جنازہ

پڑھا جائیگا۔ میں نے اعلان کیا ہوا ہے۔ کہ اگر کوئی احمدی ایسی جگہ فوت ہو جائے۔ جہاں احمدی نہ ہوں۔ یا ایسا شخص جو دین کی خدمت کرنے کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہو۔ کہ ساری جماعت اس کا جنازہ پڑھے۔ تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

نیک محمد خاں افغان کے والد صاحب کابل میں ایسی جگہ فوت ہوئے ہیں۔ جہاں اور احمدی نہ تھے۔ اس لئے ان کا جنازہ پڑھونگا۔

نتیجہ امتحان کتاب سرمہ چشم آریہ

امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام گزشتہ سال ہوا تھا۔ مگر محض میری سستی سے جو پرچوں کے دیکھنے میں ہوئی۔ نتیجہ شائع نہ ہو سکا۔ اس میں نظارت تعلیم و تربیت کا کوئی قصور نہیں۔ اس امر کے اظہار کے بعد میں یہ گذارش کرتا ہوں۔ کہ پرچوں کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ احباب نے سرمہ چشم آریہ کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے۔ اور امتحان کو مد نظر رکھکر کافی محنت کی ہے۔ جس کا بین ثبوت یہ ہے۔ کہ تمام احباب پاس ہو گئے ہیں۔ نیز باوجود کافی وقت نہ ہونے کے بعض احباب نے نہایت تفصیل سے سوالوں کے جواب لکھے ہیں۔ اور نہایت سیر کن بحث کی ہے اور یہ امر نہایت مسرت انگیز ہے کہ وہ احباب جن کی کاروباری مصروفیتیں نیز طالب علمانہ طرز محنت کا نقش مٹجانا امید نہیں دلاتا تھا۔ کہ وہ باوجود اپنے مشاغل کے پھر طالب علمانہ زندگی میں آ وینگے۔ وہ بھی اس امتحان میں کتاب کے کیڑے نظر آئے۔ مثلاً مفتی گلزار محمد صاحب بٹالوی و شیخ فضل کریم صاحب حیدر آبادی۔ علاقوں کے لحاظ سے فیروزپور۔ حیدر آباد دکن اور لودھراں ضلع ملتان نے زیادہ امتحان دہندہ پیش کئے۔ اول الذکر نے چھ ثانی الذکر نے تین اور موخر الذکر نے دو طالب علم پیش کئے۔ باقی کسی جگہ کے ایک سے زیادہ طالب علم نے امتحان نہیں دیا۔

مذکورہ بالا جماعتوں کا شکریہ ہے کہ انہوں نے اس ضروری امر کی طرف کافی توجہ کی۔ میں چونکہ اس پرچہ کا ممتحن ہوں۔ اس لئے میں اول و دوم و سوئم پاس ہونے والوں کو بطور تحفہ ایک ایک جلد درثمین کی مجلد جس پر ان کا نام لکھا ہوگا۔ پیش کرتا ہوں امید ہے کہ وہ قبول فرمائینگے۔ برگ سبز است تحفہ درویش۔ وہ احباب یہ ہیں۔ اول مفتی گلزار محمد صاحب بٹالوی۔ دوئم ماسٹر نور الٰہی صاحب قادیان

یہ معنے ہیں۔ کہ جو بات عقل سے حاصل ہو سکتی تھی۔ وہ اسلام کے لیئے حاصل نہ کی گئی۔ اور اس وجہ سے اسلام کو نہ صرف کوئی فائدہ پہنچ یا۔ بلکہ الٹا نقصان کا موجب بنا۔

دیانت داری

یہی نہیں۔ کہ روپے میں خورد برد نہ کی جائے۔ بہت لوگ اسی کو دیانت داری سمجھتے ہیں۔ اور اگر کسی سے سات آٹھ گھنٹے کام کرنے کی امید کی جاتی ہے۔ مگر وہ تین چار گھنٹے کام کرتا ہے۔ تو اس کو بد دیانت نہیں کہینگے۔ بلکہ اسکو غفلت سمجھ لینگے۔ حالانکہ وہ ایسا ہی خائن ہے۔ جیسا کہ سو میں سے دس روپے چرانے والا۔ لیکن اگر کسی کے پاس سو روپیہ رکھا جائے۔ اور وہ اس میں سے دس کھا جائے۔ تو اسے خائن کہینگے۔ لیکن اگر سات گھنٹے کام کرنا ہے۔ اور چھ گھنٹے کرتا ہے۔ تو اسے خائن نہیں قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دوسری باتوں میں اچھا ہے تو اسے ولی اللہ سمجھا جائیگا۔ حالانکہ دونوں ایک ہی جیسے مجرم ہیں بلکہ وقت میں خیانت کرنے والا زیادہ۔ کیونکہ روپیہ کا نقصان تو اتنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا روپیہ ہوتا ہے۔ لیکن وقت کے نقصان کا اثر آئندہ پر پڑتا ہے۔

پھر اگر کہا جائے۔ کہ فلاں وقت پر حاضر نہیں ہوتا۔ یا وقت سے قبل چلا جاتا ہے۔ تو اس کو برا کہینگے۔ لیکن جن سے امید کی جاتی ہے۔ کہ کام سیکھکر کام کرینگے۔ وہ اگر ایسا نہ کریں۔ تو اپنے آپ کو دیانت دار سمجھینگے۔ سات کی بجائے ۶ گھنٹے کام کرنے والے کو تو خائن کہینگے۔ حالانکہ اگر وہ اپنے کام کو سمجھکر کرتا ہے۔ تو گو وہ بھی خائن ہے۔ مگر وہ جو کام تو سات گھنٹے کرتا ہے۔ مگر سمجھکر نہیں کرتا۔ اس سے زیادہ خائن ہے۔ کہ پہلے نے تو آدھ گھنٹہ کھایا۔ مگر اس نے سات کے سات گھنٹے ہی کھا لیئے۔ بات یہ ہے کہ جب تک

امانت کا صحیح مفہوم

نہ سمجھا جائے تب تک [illegible] نہیں ہو سکتا۔ اور افسوس ہے کہ یہاں کئی ایک لوگ [illegible] سمجھتے۔ اسی طرح [illegible] ایک نقص ہے کہ۔

آنریری کام کرنے والے

کام کرنے کی ذمہ واری کو ایسے [illegible] سمجھتے۔ حالانکہ جب کسی نے کام [illegible] کریں تو اس کام کو وہ کرتا نہیں تو وہ ایسا ہی مجرم اور خائن ہے جیسا تنخواہ لیکر کام نہ کرنے والا۔ کیونکہ اس کے کام نہ کرنے سے بھی سلسلہ کو ایسا ہی نقصان پہنچیگا جیسا تنخواہ لیکر نہ کرنے والے سے اور یہ ایسی بات ہوگی جیسے اگر کوئی شخص بیمار ہو جس کا ایک نوکر ہو۔ اگر نوکر وقت پر اسے دوائی لاکر نہ دیگا تو بیمار کو نقصان پہنچیگا۔ لیکن اگر کوئی محبت سے اس کی تیمارداری کرنے لگے۔ اور وہ دوائی لاکر نہ دے۔ تو کیا اس کا اثر نہ ہوگا ہوگا پس اگر آنریری کام کرنے والا جب دوسروں کو اس کام کے کرنے سے روک دیتا ہے۔ تو اس پر فرض ہے کہ وہ کام کرے نہ کہ نقصان پہنچائے۔ اگر وہ کام کرنے کا اقرار نہ کرتا۔ تو کوئی اور اس کام کو کر لیتا۔ مگر اس نے اقرار کر کے پھر کام خراب کیا پس جو لوگ تنخواہیں نہیں لیتے۔ ان کا بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح تنخواہ لینے والوں کا۔ اگر وہ کام کو عمدگی کیساتھ اور پوری کوشش سے نہیں کرتے تو وہ بھی خائن ہیں۔ اسی طرح جو شخص روپیہ احتیاط سے خرچ نہیں کرتا وہ بھی خائن ہے جو وقت پورا نہیں دیتا۔ وہ بھی خائن ہے۔ اور وہ جس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ کوشش سے کام سیکھکر کام چلائیگا۔ مگر وہ اسطرح نہیں کرتا۔ کام کے متعلق واقفیت پیدا نہیں کرتا۔ وہ بھی خائن ہے اور یاد رہے کہ خیانت اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ وہی مومن ہے۔ جو امین ہے اور جو امین نہیں وہ مومن نہیں۔

پس میں خصوصیت سے یہاں کے لوگوں کو اور باہر کے سکرٹریوں اور امیروں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آنریری طور پر کسی کام کا ذمہ لینے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کام کا کرنا فرض نہیں ہوتا۔ اگر آنریری کام کرنے والے اپنے کام میں کوتاہی کرتے ہیں۔ تو ویسے ہی خائن ہیں جیسے تنخواہ لیکر کام میں خیانت کرنے والے۔

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو خیانت اور دیانت کا اصل مفہوم سمجھائے۔ اور ہماری جماعت دینی امور میں ہی نہیں۔ بلکہ دنیوی امور میں بھی سب لوگوں سے بڑھی ہوئی ہو۔ تاکہ جو کام اس کے سپرد ہوں۔ ان کو عمدگی سے کرے۔

نماز جمعہ کے بعد

ایک جنازہ

پڑھا جائیگا۔ میں نے اعلان کیا ہوا ہے۔ کہ اگر کوئی احمدی ایسی جگہ فوت ہو جائے۔ جہاں احمدی نہ ہوں۔ یا ایسا شخص جو دین کی خدمت کرنے کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہو۔ کہ ساری جماعت پڑھے۔ تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

نتیجہ امتحان کتاب سرمہ چشم آریہ

امتحان کتب حضرت مسیح موعود [illegible] منعقدہ سال [illegible] ہوا تھا۔ مگر بعض [illegible] سے جو پرچوں کے دیکھنے [illegible] تھا۔ [illegible] نتیجہ شائع نہ ہو سکا۔ [illegible] کوئی قصور نہیں۔ اس امر کے اظہار کے بعد میں یہ گذارش کرتا ہوں۔ کہ پرچوں کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ احباب نے سرمہ چشم آریہ کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے۔ اور امتحان کو مدنظر رکھکر کافی محنت کی ہے۔ جس کا بین ثبوت یہ ہے۔ کہ تمام احباب پاس ہو گئے ہیں۔ نیز باوجود کافی وقت نہ ہونے کے بعض احباب نے نہایت تفصیل سے سوالوں کے جواب لکھے ہیں۔ اور نہایت سیر کن بحث کی ہے اور یہ امر نہایت مسرت انگیز ہے کہ وہ احباب جن کی کاروباری مصروفیتیں طالب علمانہ طرز محنت کا نقش مٹجانا امید نہیں دلاتا تھا۔ کہ وہ بعد اپنے مشاغل کے پھر طالب علمانہ زندگی میں آ دینگے۔ وہ بھی امتحان میں کتاب کے کیڑے نظر آئے۔ مثلاً مفتی گلزار محمد صاحب بٹالوی و شیخ فضل کریم صاحب حیدرآبادی۔ علاقوں کے لحاظ سے فیروز پور۔ حیدرآباد دکن اور لودہراں ضلع ملتان نے زیادہ امتحان دہندہ پیش کیئے۔ اول الذکر نے چھ ثانی الذکر نے تین اور موخر الذکر نے دو طالب علم پیش کیئے۔ باقی کسی جگہ کے ایک سے زیادہ طالب علم نے امتحان نہیں دیا۔

مذکورہ بالا جماعتوں کا شکریہ ہے کہ انہوں نے اس ضروری امر کی طرف کافی توجہ کی۔ میں چونکہ اس پرچہ کا ممتحن ہوں۔ اس لیئے میں اول و دوم و سوم پاس ہونے والوں کو بطور تحفہ ایک ایک جلد درثمین کی مجلد جس پر ان کا نام لکھا ہوگا۔ پیش کرتا ہوں امید ہے کہ وہ قبول فرمائینگے۔ برگ سبز است تحفہ درویش۔ وہ احباب یہ ہیں۔ اول مفتی گلزار محمد صاحب بٹالوی۔ دوم ماسٹر نور الٰہی صاحب قادیان

سوئم شیخ فضل کریم صاحب و محمد عبدالقادر صاحب حیدرآبادی

اس کے بعد میں ذیل میں چند ہدایات بطور مشورہ لکھتا ہوں - تاکہ آئندہ امتحان میں کام آسکیں -

۱- بعض احباب نے پنسل سے جوابات لکھے ہیں آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے - اس سے حروف کے مٹ جانے کا اندیشہ ہے -

۲- دفتر تعلیم و تربیت کو چاہیئے - کہ جوابات کے لئے ایک ہی سائز کے عمدہ کاغذ کی کاپیاں تیار کروا کر امتحان دہندگان کو بھیجے - اس دفعہ مختلف سائز کے پرچے تھے - جو ایک فائل میں عمدگی سے مرتب نہ ہو سکتے تھے

۳- سوائے فیروزپور اور کھاریاں کے اور کسی جگہ کے امتحان دھندگان کے متعلق یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ انہوں نے فلاں سپروائزر کی نگرانی میں پرچہ لکھا ہے آئندہ سپروائزر کے بھی دستخط ہونے چاہئیں -

۴- امتحان دھندگان کو چاہیئے کہ ہر ورق کے صرف ایک صفحہ پر جواب لکھا کریں - دوسرا صفحہ خالی چھوڑ دیا کریں -

۵- تنو نمبر کے پرچہ کے لئے وقت کم از کم تین گھنٹہ چاہیئے - اس دفعہ وقت صرف دو گھنٹہ دیا گیا تھا

خاکسار سید محمد اسحٰق

کل نمبر ۱۰۰ پاس ہونے کے لئے ضروری نمبر ۳۳

نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	نمبر حاصل کردہ
۱	محمد فاضل صاحب فیروزپور	۴۴
۲	عبدالمجید خاں صاحب کپورتھلہ	۴۴
۳	مولوی عبدالصمد صاحب	۴۱
۴	احمد جان صاحب فیروزپور	۳۶
۵	میاں محمد امیر صاحب فیروزپور	۳۶
۶	مفتی گلزار محمد صاحب بٹالہ	۹۳
۷	ماسٹر نور الٰہی صاحب قادیان	۸۰
۸	شیخ فضل کریم صاحب حیدرآباد دکن	۷۴
۹	محمد عبدالقادر صاحب حیدرآباد دکن	۷۴
۱۰	محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ	۶۷
۱۱	محمد اسمٰعیل صاحب فیروزپور	۶۵
۱۲	ملک عزیز احمد صاحب راولپنڈی	۶۳
۱۳	غلام حسن خاں صاحب	۶۲
۱۴	محمد عبدالقادر صاحب مچھلی بندر	۶۰
۱۵	محمد دین صاحب کھاریاں	۶۰
۱۶	فضل احمد صاحب سرگودہا	۶۰
۱۷	مرزا مبارک بیگ صاحب نوشہرہ	۵۴
۱۸	سلامت علی صاحب فیروزپور	۴۸
۱۹	صوفی علی محمد صاحب فیروزپور	۴۷
۲۰	شیخ محمد سلطان صاحب لودہراں	۴۶

المشتہر ناظر تعلیم و تربیت قادیان

فتنہ ارتداد اور مسلم لیڈر

آریہ قوم کی سولہ سالہ کوششیں جو مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے خفیہ خفیہ ہو رہی تھیں - وہ کسی سے اب پوشیدہ نہیں رہی ہیں - اور ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس سانحہ جانگداز سے کوئی مسلم بے خبر نہیں رہا - محبان اسلام کے اس صدمہ سے دل پاش پاش ہو گئے ہیں - مگر افسوس ہے کہ ابھی تک ہمارے لیڈران قوم خواب خرگوش میں مدہوش پڑے خراٹے لے رہے ہیں - اور ہندو مسلم اتحاد کا گیت گا رہے ہیں -

وہ قوم جو کل تک ہماری ہمدردی کا دم بھر رہی تھی - اور ہمارے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ تھی - وہ آج ہمیں اچھوتوں (ملیچھوں) کا خطاب دے رہی ہے - اور اس کوشش میں ہے - کہ ہمیں دنیا سے مٹا کر اپنے اندر جذب کرلے - اسی ارادہ کے ثبوت کے لئے وہ تقریر پیش کی جاتی ہے - جو پرتاپ ۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء کے صفحہ ۶ میں سوامی پرکاشانند نے سناتن دھرم سبھا لاہور کے جلسہ پر کی - پنڈت صاحب فرماتے ہیں -

ہنومان بنکر میدان میں نکلو

..... سناتن دھرم کا ہر ایک نوجوان اٹھے - جس کے اندر دھرم اور یاتی کا کچھ جوش باقی ہے - ...... تم جاؤ - اس میدان شدھی میں اور جا کر دھرم کا پرچار کرکے ان بھائیوں کو ..... گلے سے لگاؤ ..... ملکانوں کی تعداد ایک کروڑ بتلائی جاتی ہے - ان کے علاوہ چھ کروڑ اچھوت ہیں - (یعنی مسلمان) ان کو بھی ساتھ ملاؤ - ۲۲ کروڑ میں سات کروڑ جمع کرنے سے ۲۹ کروڑ ہو جاؤ گے - اور باقی ۳ کروڑ سود ملا کر تمہاری تعداد ۳۲ کروڑ ہو جاوے گی - پھر کوئی طاقت نہیں جو تمہیں غلام رکھ سکے -

اس تقریر کا ایک ایک لفظ ہندوؤں کے ان اندرونی خیالات و جذبات کو ظاہر کر رہا ہے - جو وہ ہندوستان کی دیگر قوموں کی نسبت دل میں رکھتے ہیں -

پس اے مسلمان کہلانے والو اس اتحاد کو شہد لگا کر چاٹو - جس سے تمہاری ہستی معدوم ہونے والی ہے - اور تم کو دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹانے کی کوشش ہو رہی ہے -

یاد رکھو اگر تم اسی طرح غفلت میں پڑے رہے تو ہندو ہندوستان سے تمہیں اسی طرح مٹانے پر تلے بیٹھے ہیں - جس طرح اندلس میں عیسائیوں نے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیا تھا - اور آج اس سرزمین میں خدائے واحد کا کوئی نام لیوا نہیں رہا -

پس اگر اپنی ہستی برقرار رکھنی چاہتے ہو - تو میدان تبلیغ میں خدا کا نام لے کر نکل کھڑے ہو - والسلام

میر محمد الدین کپتان مسلمان والنٹیرز جلال پور جٹاں ضلع گجرات

صیغہ بیت المال کی ضروری اطلاع

جو دوست مستقل طور پر ایک جماعت سے دوسری جماعت میں ملازمت یا تجارت یا کسی اور کاروبار کے واسطے تبدیل ہو کر جاویں - ایسے دوستوں کو چندہ اس جماعت میں دینا چاہیئے - جس میں وہ مستقل طور پر اقامت کریں - ہاں جو دوست عارضی طور پر چند یوم کے واسطے کسی جگہ جاویں - ان کو چندہ اپنی مستقل جگہ پر ہی ادا کرنا چاہیئے - یاد رہے کہ عام طور پر شرح چندہ ایک آنہ فی روپیہ ہے

ناظر بیت المال قادیان

سوئم شیخ فضل کریم صاحب و محمد عبدالقادر صاحب حیدرآبادی

اس کے بعد میں ذیل میں چند ہدایات بطور مشورہ کرتا ہوں۔ تاکہ آئندہ امتحان میں کام آسکیں۔

۱۔ بعض ... نے پنسل سے جوابات لکھے ہیں آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے ... سے حروف کے مٹ جانے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ دفتر تعلیم و تربیت کو چاہیئے۔ کہ جوابات کے لئے ایک ہی سائز کے عمدہ کاغذ کی کاپیاں تیار کروا کر امتحان دہندگان کو بھیجے۔ اس دفعہ مختلف سائز کے پرچے تھے۔ جو ایک فائل میں عمدگی سے مرتب نہ ہو سکتے تھے

۳۔ سوائے فیروزپور اور کھاریان کے اور کسی جگہ کے امتحان دہندگان کے متعلق یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ انہوں نے فلاں سپروائزر کی نگرانی میں پرچہ لکھا ہے آئندہ سپروائزر کے بھی دستخط ہونے چاہئیں۔

۴۔ امتحان دہندگان کو چاہیئے کہ ہر ... کے صرف ایک صفحہ پر جواب لکھا کریں۔ دوسرا صفحہ خالی چھوڑ دیا کریں۔

۵۔ تین نمبر کے پرچہ کے لئے وقت کم از کم تین گھنٹہ چاہیئے۔ اس دفعہ وقت صرف دو گھنٹہ دیا گیا تھا

خاکسار سید محمد اسحٰق

کل نمبر ۱۰۰ پاس ہونے کے لئے ضروری نمبر ۳۳

نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	نمبر حاصل کردہ
۱	محمد فاضل صاحب فیروزپور	۴۴
۲	عبدالمجید خان صاحب کپورتھلہ	۴۴
۳	مولوی عبدالصمد صاحب	۴۱
۴	احمد جان صاحب فیروزپور	۳۶
۵	میاں محمد امیر صاحب فیروزپور	۳۶
۶	مفتی گلزار محمد صاحب بٹالہ	۹۳
۷	ماسٹر نور الٰہی صاحب قادیان	۸۰
۸	شیخ فضل کریم صاحب حیدرآباد دکن	۷۴
۹	محمد عبدالقادر صاحب حیدرآباد دکن	۷۴
۱۰	محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ	۶۷
۱۱	محمد اسمٰعیل صاحب فیروزپور	۶۵
۱۲	ملک عزیز احمد صاحب راولپنڈی	۶۳
۱۳	غلام حسن خان صاحب	۶۲
۱۴	محمد عبدالقادر صاحب مچھلی بندر	۶۰
۱۵	محمد دین صاحب کھاریان	۶۰
۱۶	فضل احمد صاحب سرگودہا	۶۰
۱۷	مرزا مبارک بیگ صاحب لیہ	۴۵
۱۸	...مت علی صاحب فیروزپور	۴۸
۱۹	صوفی علی محمد صاحب فیروزپور	۴۷
۲۰	شیخ محمد سلطان صاحب لودہراں	۴۶

المشتہر ناظر تعلیم و تربیت قادیان

فتنہ ارتداد اور مسلم لیڈر

آریوں کی سولہ سالہ کوششیں جو مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے خفیہ خفیہ ہو رہی تھیں۔ وہ کسی سے اب پوشیدہ نہیں رہی ہیں۔ اور ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس سانحہ جانکاہ سے کوئی مسلم بے خبر نہیں رہا۔ محبان اسلام کے اس صدمہ سے دل پاش پاش ہو گئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی تک ہمارے لیڈران قوم خواب خرگوش میں مدہوش پڑے خراٹے لے رہے ہیں۔ اور ہندو مسلم اتحاد کا گیت گا رہے ہیں۔

وہ قوم جو کل تک ہماری ہمدردی کا دم بھر رہی تھی۔ اور ہمارے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ تھی۔ وہ آج ہمیں اچھوتوں (ملیچھوں) کا خطاب دے رہی ہے۔ اور اس کوشش میں ہے۔ کہ ہمیں دنیا سے مٹا کر اپنے اندر جذب کرلے۔ اسی ارادہ کے ثبوت کے لئے وہ تقریر پیش کی جاتی ہے۔ جو پرتاپ ۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء کے صفحہ ۴ میں سوامی پرکاشانند نے سناتن دھرم سبھا لاہور کے جلسہ میں کی۔ پنڈت صاحب فرماتے ہیں۔

ہنومان بن کر میدان میں نکلو ... جس ... سناتن دھرم کا ہر ایک نوجوان باقی ہے۔ کے اندر دھرم اور ماتا ...

...... تم جاؤ۔ اس میدان شدھی میں اور جا کر دھرم کا پرچار کرکے ان بھائیوں کو ...... گلے سے لگاؤ...... ملکانوں کی تعداد ایک کروڑ بتلائی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ چھ کروڑ اچھوت ہیں۔ (یعنی مسلمان) ان کو بھی ساتھ ملاؤ۔ ۲۲ کروڑ میں سات کروڑ جمع کرنے سے ۲۹ کروڑ ہو جاؤ گے۔ اور باقی ۳ کروڑ سود ملا کر تمہاری تعداد ۳۲ کروڑ ہو جاوے گی۔ پھر کوئی طاقت نہیں جو تمہیں غلام رکھ سکے۔

اس تقریر کا ایک ایک لفظ ہندوؤں کے ان اندرونی خیالات و جذبات کو ظاہر کر رہا ہے۔ جو وہ ہندوستان کی دیگر قوموں کی نسبت دل میں رکھتے ہیں۔

پس اے مسلمان کہلانے والو اس اتحاد کو شہد لگا کر چاٹو جس سے تمہاری ہستی معدوم ہونے والی ہے۔ اور تم کو دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

یاد رکھو اگر تم اسی طرح غفلت میں پڑے رہے تو ہندو ہندوستان سے تمہیں اسی طرح مٹانے پر تلے بیٹھے ہیں۔ جس طرح اندلس میں عیسائیوں نے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیا تھا۔ اور آج اس سرزمین میں خدائے واحد کا کوئی نام لیوا نہیں رہا۔ پس اگر اپنی ہستی برقرار رکھنی چاہتے ہو۔ تو میدان تبلیغ میں خدا کا نام لے کر نکل کھڑے ہو۔ والسلام

میر محمد الدین کپتان مسلمان والنٹرز جلال پور جٹاں ضلع گجرات

صیغہ بیت المال کی ضروری اطلاع

جو دوست مستقل طور پر ایک جماعت سے دوسری جماعت میں ملازمت یا ... اکثر اور کاروبار کے واسطے تبدیل ہو کر چلے جاتے ہیں۔ ایسے دوستوں کو چندہ اس جماعت میں دینا چاہیئے۔ جس میں وہ مستقل طور پر اقامت کریں۔ جو دوست عارضی طور پر چند یوم کے واسطے کسی جگہ جاویں۔ ان کو چندہ اپنی مستقل جگہ پر ہی ادا کرنا چاہیئے۔ یاد رہے کہ عام طور پر شرح چندہ ایک آنہ فی روپیہ

ناظر بیت المال قادیان

امریکہ میں تبلیغ اسلام

نومسلمین کی تعداد میں اضافہ

نومسلمین نے تمام رمضان کے روزے رکھے

(از مولوی محمد دین صاحب بی اے مبلغ اسلام امریکہ)

(بقیہ)

نومسلمین ہفتہ زیر رپورٹ میں آٹھ نومسلم سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ الحمد للہ۔ ان میں چار گورے ہیں۔ ایک چینی اور تین رنگین ؎

لیکچر اور دلچسپ سوال و جواب اس ہفتہ کے اتوار کے ہر دو اجلاس بہت کامیاب ہوئے۔ صبح کے جلسہ میں ستر کے قریب لوگ ہونگے جنمیں سے بعض بالکل نئے اور کٹر عیسائی تھے۔ ایک عیسائی واعظہ تھی۔ جو مغربی جزائر الہند سے آئی تھی۔ اسکو علیحدہ بھی تبلیغ کی گئی ؎

دوسرے جلسہ میں بھی کافی آدمی تھے۔ حضرت مفتی صاحب کے لیکچر کے بعد خدا تعالیٰ کی ہستی اور تناسخ اور مسئلہ بروز پر خوب دلچسپ بحث ہوئی۔ ایک دہریہ صاحب کے الٹے اعتراضات نے اسکو اور بھی دلچسپ بنا دیا۔ جب اس کے سامنے یہ دلیل پیش کی گئی۔ کہ ایک شخص یکہ و تنہا اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ خدا کی طرف سے آیا ہے۔ اور جو اسکی بات نہ مانیگا۔ وہ خائب و خاسر ہو گا۔ ایک دنیا اس کے خلاف کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور اس کے مارنے قتل کرنے وغیرہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جاتا مگر وہ اکیلا اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ سلطنتیں بھی اگر مقابل پر کھڑی ہونگی۔ تو وہ ہلاک و تباہ ہو جائینگی اور پھر نہ ایک سال نہ دو سالی بلکہ ۲۳ سال تک یہ پیغام دیتا ہے۔ اور عملاً ثابت کر دیتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا تھا۔ وہ صحیح ہے۔ اور دنیا میں اس سچائی کو مضبوطی سے گاڑ دیتا ہے۔ اور اپنے سامنے اپنے تمام دشمنوں کو ذلیل و خائب و خاسر ہوتا دیکھ لیتا ہے اور جو سلطنت اسپر ہاتھ ڈالنا چاہتی ہے۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔ اور اس امر کو وہ خدا کی ہستی کا ثبوت قرار دیتا ہے۔ اور اپنے اوائل ایام میں ہی اس کو اپنی سچائی کی دلیل ٹھہراتا ہے۔ تو کیا یہ خدا کی ہستی کا ایسا ثبوت نہیں کہ جس سے کسی قسم کا انکار ہو سکے۔ اسپر وہ مبہوت ہو گیا۔ صرف یہ پوچھنے لگا۔ ایسا کون شخص ہے اسکو بتلایا گیا کہ ایسے دنیا میں بہت سے راستباز گذرے ہیں۔ اور ان سب میں سے عظیم الشان آدمی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔ اور یہ ان کا ہی پیش کردہ ثبوت ہے۔ کہنے لگا۔ میں نہیں مانتا۔ اس کو کہا گیا نہ ماننے کا علاج تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن تم اس دلیل کو توڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ واقعات کا انکار نہیں کیا جا سکتا ؎

تعلیم اسلام کے سیکھنے کا شوق کئی لوگ جو باقاعدہ عربی کے سبق کے لئے آتے ہیں۔ داخل اسلام ہونے کی خواہش کر رہے ہیں۔ دن کو بسبب کاروبار محنت و مزدوری کے وقت نہیں ملتے بعض دوست نہ صرف قرآن شریف کے مختلف حصص یاد کر رہے ہیں۔ بلکہ اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح انکو صحیح تلفظ آجائے۔ اسلئے وہ باقاعدہ ہفتہ میں دو تین بار آجاتے ہیں۔ اور کئی کئی بار میرے ساتھ ملکر پڑھتے ہیں ؎

تاجر اصحاب کی اطلاع بعض احباب تجارت کے متعلق ہم سے بعض امور تجارت اور تاجروں کے نام دریافت کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے کوشش وقت اور روپیہ صرف کر کے ان کو ضروری اطلاع مہیا کر دی جاتی ہے۔ لیکن اسکے یہ معنے نہیں ہوتے کہ ہم ان باتوں کے ذمہ وار ہوتے ہیں۔ یہ ان کا اپنا کام ہے کہ حتی الوسع اپنا اطمینان کر کے کاروبار شروع کریں یعنے جہاں تک دنیاوی کاروبار میں وہ اپنے طور پر پوری احتیاط اور اطمینان کرتے ہیں۔ یہاں بھی کر لیا کریں۔ نیز یہ بھی یاد رہے۔ کہ بعض لوگ اشیاء فروخت کے لئے بھیج دیتے ہیں۔ اول تو ان دوستوں کو خیال رکھنا چاہئیے کہ یہاں درآمد کا محصول خاصہ دینا پڑتا ہے۔ اور بعض دفعہ ہمارے پاس کھاتے کے اخراجات چلانے کے لئے بھی کافی روپیہ نہیں ہوتا۔ نیز اشیاء بعض دفعہ ایسی ہوتی ہیں کہ یہاں ان کی مانگ نہیں ہوتی۔ اس لئے پہلے نمونہ بھیجکر ہم سے دریافت فرما لیا کریں۔ نیز ہماری مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے کوشش فرما دیں کہ ہم پر بار نہ پڑے مثلاً معمولی پراسپکٹس لیکر بھجوانے میں ہمارے دو ڈالر کے قریب خرچ ہو جاتے ہیں۔ گویا چھ سات روپیہ ایک معمولی بات ہے۔ ہمیں احباب کی خدمت کرنے میں نہ عذر ہے۔ اور نہ ہونا چاہیئے۔ مگر یہاں کے حالات وغیرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اور فرائض تبلیغ کو سمجھتے ہوئے یہ چند سطور لکھنی پڑی ہیں ویسے ہم ہر طرح خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ کبھی انکار نہیں ہوا۔ اور نہ انشاء اللہ ہو گا ؎

نومسلموں نے روزے رکھے یہاں کے بعض نومسلموں نے بڑے اخلاص کے ساتھ گذشتہ ماہ صیام کے تمام روزے رکھے۔ حالانکہ وہ اس کے عادی نہ تھے۔ بلکہ یہاں کے حالات کے ماتحت دن میں چار دفعہ کھانے کے عادی تھے ایسے عادی کہ رہ نہ سکتے تھے۔ لیکن بڑے اخلاص اور محبت سے انھوں نے تمام کے تمام روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور نیکی میں اور ترقی کرنے کی توفیق عطا فرماوے ایسا ہی بعض احمدی نومسلم ہم سے کئی ہزار میل کے فاصلہ پر امریکہ کے مغربی ساحل پر رہتے ہیں۔ ان کے بھی خطوط آئے ہیں۔ کہ انہوں نے تمام رمضان کے روزے رکھے۔ اور پھر اپنے کاروبار میں انہوں نے کسی قسم کا ہرج بھی نہیں کیا۔ اور یہاں مزدوری پیشہ لوگوں کو بہت محنت سے کام کرنا پڑتا ہے۔ عید کے روز اگرچہ یہاں چھٹی نہ تھی۔ تو بھی بعض احباب خاصی تعداد میں اپنا کاروبار چھوڑ کر جمع ہوگئے اور باقاعدہ نماز عید ادا کی۔

خدا کے فضل سے تبلیغ اسلام کا کام نہایت عمدگی سے ہو رہا ہے۔ نومسلمین دین سیکھنے اور اسپر عمل کرنے میں کوشاں ہیں۔ حق پسند و صداقت جو اصحاب تحقیقات میں مصروف ہیں۔ خدا تع

چھوت کا جواب چھوت

معزز معاصر وکیل نے اس عنوان کے ماتحت ایک لیڈنگ آرٹیکل ۲۹ جون کے پرچہ میں لکھا۔ اور چونکہ اسپر نمبر (۱) پڑا تھا۔ اس لئے ہم بقیہ مضمون کے منتظر تھے۔ غالباً دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے معاصر مذکور کو اس طرف توجہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ لیکن چونکہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اور مسلمانوں کی قومی زندگی کے لئے نہایت ضروری۔ اس لئے ہم اس کی طرف متوجہ کرتے ہوئے امید رکھتے ہیں۔ کہ معزز وکیل اس تحریک کو اسی زور کے ساتھ جاری رکھیگا۔ جس کی اس سے توقع کی جاسکتی ہے۔ اور جو اس کے حسب ذیل مضمون میں پایا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

جب زمانے کے انقلاب نے اسلامی حکومت کا ورق اُلٹ دیا۔ تو اس مسئلہ (چھوت) کی بدولت ہندوؤں کی تجارت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ فروغ پاگئی جس کا لازمی طور پر نتیجہ ہوا۔ کہ ہندوؤں کی دولت و ثروت روز بروز ترقی کرتی گئی۔ اور مسلمان مفلس و قلاش ہوتے گئے۔ ہندو اصحاب کی اس چھوت چھات نے مسلمانوں کو صرف تجارتی یا مالی نقصان ہی نہیں پہنچایا بلکہ اس سے ان کی قومی عزت و آبرو کو بھی ناقابل برداشت صدمہ پہنچا۔ چنانچہ مسلسل تحقیق و تفتیش کے بعد یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی ہے۔ کہ ساڑھے چار لاکھ ملکانہ راجپوتوں کے اسباب ارتداد میں سب سے زیادہ مہتم بالشان سبب یہی ہے۔ نام کے مسلمانوں میں عموماً اور ملکانہ راجپوتوں میں خصوصاً یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ ہندوؤں کی عزت و وقعت من حیث القوم یقیناً مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا ہندو تو ایک معلے سے اعلےٰ طبقے کے مسلمان کے ہاتھ کی چیز نہ کھائے۔ مگر اعلےٰ سے اعلےٰ سوسائٹی کے مسلمان بلا اکراہ معمولی سے معمولی حیثیت کے ہندوؤں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیزیں کھالیں۔ اس بنا پر ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کی خواہ وہ کتنے ہی بلند پایہ کیوں نہ ہوں۔ انہیں ویسی ہی نسبت معلوم ہوتی ہے۔ جیسی مسلمانوں کے مقابلے میں خاکروبوں کی۔

ظاہر ہے کہ برادران وطن کے اس طرز عمل نے مسلمانوں کو مفلس و قلاش ہی نہیں بنایا۔ بلکہ ان کی قومی عزت و وقعت کو بھی خاک میں ملا دیا ہے پس اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا مسلمانوں کی غیرت و حمیت اس کے خلاف کسی قسم کی جدوجہد کرنے کے لئے آمادہ ہے یا نہیں۔ کیا ان کی انسانی تمکنت پر ایسے مناظر کچھ اثر نہیں ڈالتے۔ جبکہ ایک ہندو حلوائی کی دکان پر انہیں پیچھے ہٹ کر کھڑے ہونے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ اور باوجود پورے نقد اور کھرے دام دینے کے ایسی ذلت اور تحقیر کے ساتھ سودا ملتا ہے۔ جیسے کسی سائل کو خیرات دی جاتی ہے۔ اسکے علاوہ کیا وہ نہیں دیکھتے۔ کہ اگر کسی میلے کچیلے غلیظ ہندو کے کھانے پر بھی ان کا سایہ پڑ جاتا ہے۔ تو وہ اسے ہرگز کھانا گوارا نہیں کرتا۔ سچ پوچھو تو مسلمان گندگی اٹھانے والے بھنگیوں سے جس قدر پرہیز کرتے ہیں۔ اس سے بدرجہا زیادہ ہندو مسلمانوں سے دامن سمیٹتے ہیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے۔ کہ اس تجویز کو بہت جلد عملی جامہ پہنائیں۔ جس قسم کی چھوت چھات ہندو ان کے ساتھ کرتے ہیں۔ اسی قسم کی وہ بھی شروع کر دیں مگر اس میں تاخیر و توقف کی گنجائش نہیں۔ جس طرح ہندو ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی یا چھوئی ہوئی چیزیں نہیں کھاتے۔ اسی طرح وہ بھی ہندوؤں کے ہاتھ کی پکی ہوئی اور چھوئی ہوئی اشیاء سے پرہیز کریں اگرچہ مسلمانوں کو ہم ضرور تاً جوابی چھوت پر عمل پیرا ہونے کا بزور مشورہ دیتے ہیں۔ مگر حاشا وکلا اس سے ہمارا منشاء یہ نہیں۔ کہ جس طرح ہندو مسلمانوں کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی ان سے منافرت پیدا کریں۔ بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو موجودہ مشکلات جو تجارتی اور مذہبی نقصانات

یادِ حبیب

حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ سے بہت محبت کرتے تھے کچھ اپنے واقعات و تعلقات سنایئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں لاہور میں ملازم تھا۔ اور ہر ہفتہ قادیان حضور کی زیارت کے لئے آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ تین دن کی چھٹی تھی۔ مجھے بٹالہ اور قادیان کے راستہ میں بہ سبب غلبہ محبت حبیب خیال آیا تین دن کیا ہیں۔ بہت تھوڑا سا عرصہ ہے۔ پھر اس میں بھی حضرت صاحب عام طور پر نمازوں کے اوقات پر باہر تشریف لاتے ہیں۔ بعض دفعہ بیماری کی وجہ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس خیال نے دل میں دعا کی تحریک پیدا کی۔ میں نے کہا کہ اے میرے خدا آریوں کا اعتقاد ہے۔ کہ تو زمانے اور مکان کا خدا اور خالق نہیں۔ لیکن میں تو اس کا قائل نہیں۔ میں تو تجھے زمانے اور مکان سب کا خالق مانتا ہوں۔ اور تجھ کو قادر مطلق خیال کرتا ہوں۔ تو چاہے۔ تو ان تین دن کو تین سال بنا دے۔ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں طبیعت کی بے قراری حد درجہ بڑھ گئی۔ اور دعا درجہ اجابت تک پہنچکر قبولیت کا شرف پاگئی۔ جونہی قادیان پہنچا۔ اور حضرت اقدس کو اطلاع ہوئی۔ حضور نے بلا بھیجا کہ مفتی صاحب آپ بڑے عمدہ وقت پر پہنچے ہیں۔ آج ہی آپ کے آنے کے ساتھ ایک کتاب پہنچی ہے۔ جو کہ تفسیر بائبل ہے۔ لیکن رومن اردو میں ہے۔ آپ مجھے پڑھکر سنادیں۔ اور ساتھ ہی پوچھا کہ آپ کی رخصت کتنے روز کی ہے۔ مفتی صاحب نے عرض کیا کہ تین روز کی۔ فرمایا۔ تین دن میں انشاء اللہ ختم ہو جائیگی۔ مجھے اندر بلا لیا۔ اب سارا دن حضور وہی سنتے ہیں۔ باہر ہوں یا حضور ہیں۔ باہر بھی تشریف لادیں تو میں ساتھ۔ پھر اندر تشریف لیجا دیں تو میں ساتھ کھانا پینا سب حضور کے ساتھ۔ یہاں تک کہ تین دن اسی طرح گذر گئے۔ پھر یہ چاشنی حضرت مفتی صاحب کو ایسی لگی کہ آپ لاہور میں نہ رہ سکے۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان

مختصر خبریں

——ایک سرکاری اطلاع میں مہاراجہ صاحب نابھہ کے متعلق اعلان کیا گیا ہے۔ کہ پٹیالہ اور نابھہ کے درمیان جو مقدمات تھے۔ ان میں نابھہ کے خلاف فیصلہ ہوا ہے۔ اس کے متعلق حکومت ہند ابھی غور کر رہی تھی۔ کہ کیا کرے۔ کہ مہاراجہ نابھہ خود بخود ایجنٹ گورنر جنرل کو ملے۔ اور انہوں نے برضا و رغبت چند شرائط کے ماتحت ریاست کے نظم و نسق سے تعلقات منقطع کرنے پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ حکومت ہند نے اس کو منظور کر لیا۔ شرائط یہ ہیں۔ ریاست کا انتظام حکومت ہند کے سپرد ہوگا۔ اور مہاراجہ صاحب اپنے بیٹے کے حق میں دست بردار ہوں گے۔ مہاراجہ صاحب حدود ریاست سے باہر رہینگے۔ دربار پٹیالہ کو معاوضہ کے طور پر ایک خاص رقم دی جائیگی۔ مہاراجہ صاحب کو نابھہ یا کسی اور جگہ جانے کے لئے اجازت حاصل کرنی ہوگی۔ مہاراجہ صاحب کے خطابات اور سلامی برقرار رہے گی۔

——لاہور میں قومی طبی کالج کھولا گیا ہے۔ جس کی افتتاحی رسم بھائی پرمانند کی صدارت میں ادا ہوئی۔

——دہلی کے اخبار تیج (جو مہاشہ شردھانند کا اخبار ہے) اور ملاپ لاہور پر صوفی محمد الدین صاحب نے زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ ہتک عزت کا دعوی دائر کر دیا ہے پہلی پیشی ۱۲ جولائی کو تھی۔

——حضور نظام نے مکہ معظمہ کے خادم سید عبداللہ کے نام پچاس روپے ماہوار کا وظیفہ اس شرط پر جاری فرمایا ہے کہ کعبہ میں چراغ روشن کیا کرے۔

——مسٹر امرناتھ وکیل ہائی کورٹ لاہور نے فائر انشورنس کمپنی کو دھوکہ دینے کے لئے اپنی دکان میں آگ لگا دی۔ عدالت نے اس الزام پر ملزم کو چھ سال قید سخت کی سزا دی ہے۔

——سوامی انند پرکاش بی۔ اے مہتمم شدھی سبھا ضلع مظفرگڑھ نے مولوی عبدالباری صاحب فرنگی

کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

——امریکہ کے محکمہ انسداد مسکرات اور حکام کے ایک جلسہ میں تجویز ہوئی کہ ایک تاریخ کے بعد جو مقرر کی جائیگی۔ جو جہاز امریکہ میں شراب لائیگا۔ ضبط کر لیا جائیگا اور کپتان جہاز کو قید کر دیا جائیگا۔

——حضور نظام حیدر آباد نے مصیبت زدگان مالابار کے لئے پچاس ہزار کلدار کی منظوری دی ہے۔

——عصمت پاشا نے دول کے نام ایک یادداشت بھیجی ہے۔ جس میں تصفیہ لوزان کو تعویق میں ڈالے جانے کی شکایت کی ہے۔

——بخارا کے ۴۴ طلبا جن کی عمریں ۹ اور ۱۲ سال کے درمیان ہیں۔ جرمنی بھیجے گئے ہیں۔ جہاں روسی سویٹ گورنمنٹ کے خرچ سے تعلیم پائیں گے۔

——بنارس میں ۲۸ جون کو تیراکی کا مقابلہ ہوا۔ مختلف حصص ہند کے ۴۴ جوان تھے۔ فاصلہ پندرہ میل تھا۔ صرف ۵ شخص پورے فاصلہ تک تیر سکے۔

——۲ جولائی کو پنڈت مالوی نے تالاب دربار صاحب امرتسر سے گارے کی ٹوکری اپنے سر پر اٹھا کر نکالی۔

——ٹیگور کو بیت المقدس سے دعوت دی گئی ہے کہ آئیں اور سر ہربرٹ کے مہمان ہوں۔

——گورنر پنجاب نے اخبار رینگلار ڈ کے نمبر او ۵ مطبوعہ ڈبلن کو ضبط کر لیا ہے۔

——مصر میں قانون عفو کا اجرا اور مارشل لا کی منسوخی کا اعلان ہو گیا ہے۔ اس پر ۲۵۰ قیدی جن کو مارشل لا کے ماتحت سزا دی گئی تھی۔ رہا ہو جائینگے۔ اور زاغلول پاشا مصر میں آنے کے لئے آزاد ہیں۔ جہاں تک ان کا تعلق برطانیہ سے ہے۔

——کلکتہ میں بھی دس ہزار سو روپیہ کے بہت سے جعلی نوٹ گرفتار کئے گئے ہیں۔

——مہاراجہ بردوان نے اپنی قلمرو میں بیگار کو جرم قرار دے دیا ہے۔

——واکسرائے ہند مع لیڈی صاحبہ ۲۲ اکتوبر کو لاہور تشریف لائیں گے۔ اور ۲۵ اکتوبر تک قیام کریں گے۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا